بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضعیف روایات اور اُن کا حکم

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

www.facebook.com/MuhaddithZubair

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

☆ یہ کتاب صرف قارئین کے مطالعے کیلئے پیش کی گئی ہے۔

☆ دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجزات ہے۔

☆اس کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ ایسا کرنا اخلاقی، قانونی اور شرعی جرم ہے۔

www.zaeefhadees.blogspot.com

حافظ زبیر علی زئی

ضعیف روایات اور اُن کا حکم

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلوٰة و السلام علٰی رسوله الأمین، أما بعد:

اُصولِ حدیث کی رُو سے قبول اور رد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں:

صحیح (مقبول) اور ضعیف (مردود)

دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (۹۹/۱ مع الباعث الحثیث والشرح للالبانی رحمہ اللہ) اور تحفۃ اہل النظر فی مصطلح اہل الخبر لابی معاذ عبدالجلیل الاثری (ص ۳۷) وغیرہ

مولانا سلطان محمود محدّث جلالپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حدیث کی تقسیم مقبول اور غیر المقبول یا المردود کے اعتبار سے

المقبول: جس حدیث پر ائمہ سنت کے نزدیک عمل واجب ہو۔

غیر المقبول یا المردود: جس حدیث کے بیان کرنے والے کا صدق راجح نہ ہو۔''

(اصطلاحات المحدثین ص ۹)

ڈاکٹر محمود طحان کویتی لکھتے ہیں: ''قوت وضعف کے لحاظ سے خبر آحاد کی تقسیم

خبر آحاد (مشہور، عزیز اور غریب) اپنی قوت وضعف کے لحاظ سے دو قسموں پر مشتمل ہے:

(ا) مقبول: وہ خبر ہے جو مخبر بہ یعنی نفس مضمون کی صداقت کے باعث ترجیح پا جائے، اس کا حکم یہ ہے کہ اسے بطورِ دلیل پیش کرنا واجب اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(ب) مردود: وہ خبر ہے جو مخبر بہ یعنی نفس مضمون کی عدم صداقت کے باعث ترجیح نہ پا سکے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے اور نہ اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔'' (اصطلاحاتِ حدیث اردو ص ۳۹، واللفظ لہ، تیسیر مصطلح الحدیث ص ۳۲)

بعض علماء نے حدیث کی تین اقسام بیان کی ہیں:

صحیح، حسن اور ضعیف۔ دیکھئے علوم الحدیث لابن الصلاح عرف مقدمۃ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح للعراقی (ص ۱۸، دوسرا نسخہ ص ۹۷) اور التقریب للنووی (ص ۲) وغیرہ

چونکہ حسن بھی صحیح کی ایک قسم ہے لہٰذا اصل میں قبول اور رد کے لحاظ سے دو قسمیں ہی بنتی ہیں: صحیح اور ضعیف یا مقبول اور غیر مقبول (مردود)

صحیح حدیث حجت ہوتی ہے اور اس کی مشہور و مستند کتابیں صحیح بخاری و صحیح مسلم ہیں جنھیں امت کی تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے۔ ان کے علاوہ صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن الجارود، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں صحیح احادیث کثرت سے موجود ہیں۔

اہلِ سنت کے مشہور امام اور عظیم محدث احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی الہاشمی المطلبی رحمہ اللہ کا ذکر کیا اور فرمایا: ''سمعته يقول :إذا صح عند كم الحديث عن رسول الله صلّى الله عليه(وسلم) فقولوا حتى أذهب به في أي بلد كان'' میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تمھارے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو مجھے بتا دو تا کہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں، جس علاقے میں بھی (یہ حدیث) ہو۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۰۶، وسندہ صحیح)

امام احمد ہی سے روایت ہے کہ (امام) شافعی نے مجھے فرمایا: ''أنتم أعلم بالحديث والرجال مني فإذا كان الحديث صحيحًا فأعلموني : كوفيًا كان أو بصريًا أو شاميًا حتى أذهب إليه ــــ إذا كان صحيحًا .'' تم حدیث اور رجال میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو لہٰذا اگر صحیح حدیث ہو تو مجھے بتا دینا: کوفے کی حدیث ہو یا بصرے (عراق) کی یا شام کی (حدیث ہو) تا کہ میں اس پر عمل کروں بشرطیکہ حدیث صحیح ہو۔

(مناقب الشافعی للامام ابن ابی حاتم ص ۷۰ وسندہ صحیح)

ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ (امام) شافعی نے ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے پوچھا: اے ابو عبداللہ! کیا آپ اس حدیث کو لیتے ہیں؟

تو انھوں نے فرمایا: جب بھی میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح حدیث بیان کروں پھر اس سے استدلال نہ پکڑوں تو اے جماعت! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل ختم ہو چکی ہے۔ (مناقب الشافعی للبیہقی ۱/۴۷۴ وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ کے ان صحیح وثابت اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) صحیح حدیث حجت ہوتی ہے۔ (۲) امام شافعی رحمہ اللہ متبعِ حدیث تھے۔ (۳) ایسی حدیثیں بھی ہوتی ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔ (۴) غیر صحیح یعنی ضعیف حدیث حجت نہیں ہوتی۔ (۵) صحیح حدیث حجت ہے چاہے وہ مکے مدینے کی ہو یا عراق وشام وغیرہ کی ہو۔ (۶) حدیث کی جانچ پڑتال کے لئے اسماء الرجال کے ماہر محدثین کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ (۷) ہر وقت حق کی طرف رجوع کرنا چاہئے (۸) یہ ضروری نہیں ہے کہ مجتہد اور ہر بڑے عالم کو ہر حدیث اور ہر دلیل معلوم ہو۔ (۹) علماء کی یہ شان ہے کہ وہ ہمیشہ تواضع سے کام لیتے ہیں۔ (۱۰) صحیح احادیث کا انکار کرنے والے لوگ قرآن وحدیث اور اجماع کے انکار کے ساتھ سلف صالحین کے بھی مخالف ہیں۔ **وغیر ذلك من الفوائد**

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رحم اللّٰہ امرءً ا سمع مني حدیثًا فحفظه حتی یبلّغه غیره فرب حامل فقه إلٰی من ھو أفقه منه و رب حامل فقه لیس بفقیه .))

اللہ اُس آدمی پر رحم کرے جو مجھ سے کوئی حدیث سُنے پھر اسے یاد کرلے حتیٰ کہ اسے دوسرے تک پہنچا دے کیونکہ بعض اوقات فقہ اُٹھانے والا، اُسے اس تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے اور بعض اوقات فقہ اُٹھانے والا فقیہ نہیں ہوتا۔ (صحیح ابن حبان: ۶۷ وسندہ صحیح)

اس حدیث پر حافظ ابن حبان نے باب باندھا ہے: ''**ذکر رحمة اللّٰہ جلّ وعلا من بلّغ أمة المصطفٰی ﷺ حدیثًا صحیحًا عنه .**''

اس شخص کے لئے اللہ جل وعلا کی رحمت کا ذکر جو مصطفیٰ ﷺ کی اُمت تک آپ کی طرف سے صحیح حدیث پہنچا دے۔ (الاحسان ج ۱ ص ۲۷۰ قبل ح ۶۷)

صحیح حدیث کیا ہوتی ہے؟ اصولِ حدیث میں اس کی شرائط بیان کر دی گئی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

① ہر راوی عادل ہو۔

② ہر راوی ضابط ہو۔

عادل اور ضابط کے مجموعے کو ثقہ کہا جاتا ہے۔ اور اگر ضبط میں کچھ کمی یا شبہ ہو تو جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی کو حسن الحدیث کہا جاتا ہے اور اس کی حدیث حسن لذاتہ ہوتی ہے جو صحیح حدیث کی ہی ایک قسم ہے۔

③ سند متصل ہو۔

④ شاذ نہ ہو۔

⑤ معلول نہ ہو۔ مثلاً دیکھئے اختصار علوم الحدیث (ص ۹۹ ج ۱ مع تحقیق الالبانی)

یہاں خواہشاتِ نفسانیہ اور فرقہ پرستی کا دخل نہیں بلکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کو مدِّنظر رکھ کر، اللہ تعالیٰ کو عالم ناظر سمجھ کر عدل وانصاف کے ساتھ حکم لگایا جاتا ہے۔ جو شخص اس کے خلاف چلتا ہے تو اس کا حکم مردود ہوتا ہے۔

ضعیف روایت: اصولِ حدیث میں ضعیف روایت کو غیر مقبول اور مردود روایات کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھئے تیسیر مصطلح الحدیث (ص ۶۲)

احکام وعقائد میں تو سب علماء کے نزدیک ضعیف حدیث مردود ہے لیکن بعض علماء اسے ضعیف تسلیم کر کے فضائلِ اعمال وغیرہ میں اس کی روایت یا عمل کو مستحب قرار دیتے ہیں لیکن وہ اسے بعض شرائط کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں:

شرط اول: ضعف شدید نہ ہو، کذابین متہمین بالکذب اور فحش غلطیاں کرنے والے کی روایت نہ ہو، اس شرط پر اتفاق (اجماع) ہے۔

شرط دوم: کسی عام دلیل کے تحت درج ہو۔

شرط سوم: عمل کے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔

(دیکھئے القول البدیع فی فضل الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ص ۲۵۸)

شرط چہارم: عامل کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(تبیین العجب بماورد فی فضائل رجب لابن حجر ص ۲۷)

شرط پنجم: مدح اور ذم کے لحاظ سے اس حدیث کا حکم شریعت میں ثابت ہو۔

شرط ششم: یہ ضعیف روایت صحیح حدیث کی تفصیلات وغیرہ پر مبنی نہ ہو۔ دیکھئے حکم العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال لابی الیسر اشرف بن سعید المصری (ص ۵۵)

اتنی شرطوں پر عمل کرنے کے لئے حدیث کی تخریج اور سند کی تحقیق کرنی ضروری ہے۔

جب تحقیق آئے گی تو ضعیف روایتوں کی جگہ صحیح روایتیں لے لیں گی۔

علمائے کرام کا دوسرا گروہ ضعیف روایات پر عمل کا قائل نہیں چاہے عقائد و احکام ہوں یا فضائل و مناقب اور اسی گروہ کی تحقیق راجح ہے۔ اس گروہ کے جلیل القدر علماء کے آثار میں سے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علماء ضعیف حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے:

① بُشَیر بن کعب العدوی (تابعی) رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حدیثیں بیان کرنا شروع کر دیں: ''قال رسول اللہ ﷺ قال رسول اللہ ﷺ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نہ اُن کی حدیثیں سنیں اور نہ اُن کی طرف دیکھا۔

دیکھئے صحیح مسلم (ترقیم دارالسلام: ۲۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرسل روایات کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے بھی اس واقعے سے یہی سمجھا ہے۔

دیکھئے النکت علیٰ ابن الصلاح (۵۵۳/۲، النوع التاسع: المرسل)

جب مرسل روایت جو کہ ضعیف احادیث کی ایک قسم ہے، حجت نہیں ہے تو دوسری ضعیف روایات بدرجۂ اولیٰ حجت نہیں ہیں۔

② امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''یہ اور اسکے مثل جو ہم نے اہل علم کا کلام ذکر کیا (جرح وتعدیل رواۃ کے متعلق) ان رواۃ حدیث کے بارے میں جو مُتّہم ہیں (کسی عیب کے ساتھ) اور ان کے عیوب کے بارے میں اطلاعات جو ذکر کریں ان کا سلسلہ بہت زیادہ ہے اور اگر ان سب کا استقصاء کیا جائے تو کتاب طویل تر ہو جائے گی۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے (ان علماء کا کلام) یہ ہر اس شخص کیلئے کافی ہے جو اہل الحدیث کا مذہب سمجھ جائے کہ اس بارے میں انہوں نے کیا کہا اور اسے کھول کر بیان کر دیا۔ اور علماء حدیث نے رواۃ حدیث اور ناقلینِ اخبار کے عیوب کو کھول کر واضح کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا اور ان کے عیوب پر فتویٰ دینے کا اہتمام کیا اس وقت جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا، کیونکہ اس میں بہت عظیم خطرہ تھا۔ اور وہ یہ کہ احادیث وروایات دین کے معاملہ میں جب آئیں گی تو وہ یا تو کسی امر حلال کے بیان کیلئے ہوگی یا حرام کے۔ یا کسی کام کے حکم پر مشتمل ہوگی یا نہی پر۔ یا اس میں کسی کام پر ترغیب دلائی گئی ہوگی یا کسی کام سے ڈرایا گیا ہوگا۔ تو اگر وہ راوی صدق وامانت سے متصف نہ ہو اور پھر اس سے کوئی ایسا شخص روایت کرے جو اسکے حال سے واقف ہونے کے باوجود ان لوگوں سے جو اسکے عیب سے ناواقف ہیں اسکے عیب کو بیان نہ کرے تو وہ روایت کرنے والا اپنے اس فعل سے گناہگار ہوگا اور عوام مسلمین کو دھوکہ دینے والا ہوگا۔ کیونکہ ان روایات و احادیث کو جو بھی سنے گا وہ ان پر ایمان لا کر عمل کریگا یا ان میں سے بعض پر عمل کریگا۔ اور بہت ممکن ہے وہ تمام مرویات یا ان میں سے اکثر مرویات صرف کذب وجھوٹ پر مبنی ہوں۔ انکی کوئی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح احادیث ثقہ راویوں سے اور ایسے رواۃ سے جنکی روایت پر قناعت واعتماد کیا جا سکتا ہے اتنی کثرت سے مروی ہیں کہ کسی غیر ثقہ اور غیر معتمد راوی کی روایات کی طرف کوئی احتیاج بھی نہیں ہے...اور جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف اور مجہول الاسناد احادیث روایت کرنے کی ٹھانی ہے اور ان ضعیف احادیث کے ضعف اور خرابی کو جاننے کے باوجود اسے روایت کرنے کی عادت میں مبتلا ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان

میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جنہیں ایسی روایات واحادیث کی روایت کرنے اوراس کی عادت بنانے پراس بات نے آمادہ کیا کہ وہ اس طریقہ سے عوام الناس کے سامنے اپنا کثیر العلم والحدیث ہونا ثابت کریں اور اسلئے تا کہ کہا جائے کہ فلاں نے کتنی ہزاراحادیث جمع کی ہیں۔اور علمِ حدیث میں جو شخص اس راہ پر چلا اوراس طریقہ کواختیار کیا تو علم حدیث میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہے اوراس کو جاہل کہنا اسے عالم کہنے کی بہ نسبت زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔''

(مقدمہ صحیح مسلم مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ج۱ص ۱۸۵، ۱۸۶، مع شرح النووی ۱/۱۲۳۔۱۲۷، صحیح مسلم مطبوعہ دارالسلام ص۱۹، رقم:۹۲)

امام مسلم کے اس طویل کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ احکام ہوں یا ترغیب وترہیب (فضائل وغیرہ) ہرحال میں ضعیف حدیث حجت نہیں ہے۔

ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں: ''**وظاهر ما ذكره مسلم في مقدمة كتابه أنه لاتروى أحاديث الترغيب والترهيب إلا عمن تروى عنه الأحكام** ''مسلم نے اپنی کتاب (صحیح مسلم) کے مقدمے میں جو ذکر کیا ہے اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب (فضائل وغیرہ) میں بھی انھی راویوں سے روایتیں بیان ہونی چاہئیں جن سے احکام کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ (شرح علل الترمذی ج۱ص۷۴)

③ امام سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''**لا يحدّث عن رسول الله ﷺ إلا الثقات** ''

رسول اللہ ﷺ سے صرف ثقہ راوی ہی حدیث بیان کریں۔(مقدمہ صحیح مسلم طبع دارالسلام:۳۱)

معلوم ہوا کہ امام سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ غیر ثقہ وضعیف راویوں کی روایات کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

④ ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ الطالقانی رحمہ اللہ نے امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کے سامنے ایک منقطع روایت فضائل میں بیان کی تو انھوں نے اس پر کلام کرکے رد کردیا۔ دیکھئے مقدمہ صحیح مسلم (ص۱۱رقم:۳۲)

⑤ ابن لہیعہ نے ایک حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص عصر کے بعد سوجائے پھر اس کی عقل زائل ہوجائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

مروان بن محمد الطاطری (ثقہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان میں دیکھا، لیث بن سعد (رحمہ اللہ) عصر کے بعد سو گئے تو میں نے پوچھا: اے ابوالحارث! آپ عصر کے بعد کیوں سو جاتے ہیں اور ہمیں ابن لہیعہ نے عقیل عن مکحول کی سند سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص عصر کے بعد سوجائے پھر اس کی عقل زائل ہوجائے تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔ (امام) لیث نے فرمایا: ''لا أدع ما ينفعني بحديث ابن لهيعة عن عقيل'' مجھے جو چیز فائدہ دیتی ہے، میں اسے ابن لہیعہ کی عقیل سے روایت کی بنا پر نہیں چھوڑ سکتا۔

(الکامل لابن عدی ج ۴ ص ۱۴۶۳، وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۳۹، ۲۴۰)

معلوم ہوا کہ امام لیث بن سعد المصری رحمہ اللہ بھی ضعیف حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے چاہے مسئلہ فضائل کا ہو یا احکام وغیرہ کا۔ نیز دیکھئے الضعیفۃ للالبانی (۱/ ۷۵ ح ۳۹)

⑥ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ امام زہری اور قتادہ رحمہما اللہ کی مرسل روایات کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے: ''هو بمنزلة الريح'' یہ ہوا کی طرح ہیں۔

(المراسیل لابن ابی حاتم ص ۳ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ بھی ضعیف روایات کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

⑦ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: زہری کی مرسل روایتیں کچھ چیز بھی نہیں ہیں۔

(المراسیل لابن ابی حاتم ص ۳ وسندہ صحیح، تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۱۰۲۷)

ثابت ہوا کہ امام ابن معین رحمہ اللہ بھی ضعیف روایات کو کچھ چیز نہیں سمجھتے تھے۔

⑧ امام ابن حبان نے فرمایا: گویا جو ضعیف روایت بیان کرے اور جس روایت کا وجود ہی نہ ہو وہ دونوں حکم میں برابر ہیں۔ (کتاب المجروحین ۱/ ۳۲۸، الحدیث حضرو: ۵ ص ۱۵)

⑨ امام ابوحاتم الرازی اور امام ابوزرعہ الرازی کا آپس میں قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے پر مباحثہ ہوا تو امام ابوحاتم نے ایک روایت پیش کی، امام ابوزرعہ نے اس کے راوی لیث بن

ابی سلیم پر اشارتاً جرح کر دی، ابو حاتم نے دوسری روایت پیش کی تو ابو زرعہ نے اس کے راوی ابن لہیعہ کا ذکر کیا، ابو حاتم نے تیسری روایت پیش کی تو ابو زرعہ نے اس کے راوی عوف (!) پر اشارتاً جرح کی، پھر جب ابو حاتم نے ان سے ہاتھ نہ اٹھانے کی دلیل پوچھی تو انھوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی (صحیح مشہور) حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے استسقاء کے کسی دعا میں (بہت زیادہ) ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ پھر ابو حاتم الرازی خاموش ہو گئے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۷۶ ت ۴۵۵ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ ضعیف حدیث کو فضائل میں بھی حجت نہیں سمجھتے تھے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام ابو زرعہ نے فرمایا:

مرسل سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور حجت صرف صحیح متصل سندوں سے ہی پکڑی جاتی ہے۔

(المراسیل لابن ابی حاتم ص ۷)

درج بالا قصے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابو زرعہ حسن لغیرہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

⑩ جعفر بن ابی وحشیہ ایک ثقہ راوی ہیں لیکن امام شعبہ اُن کی حبیب بن سالم (صدوق راوی) سے روایت کو ضعیف سمجھتے تھے۔ (دیکھئے تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۵۷، وسندہ صحیح) وجہ یہ تھی کہ انھوں نے حبیب بن سالم سے نہیں سُنا تھا۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۸ جلدوں والا نسخہ ج ا ص ۴۵۴)

معلوم ہوا کہ امام شعبہ بھی ضعیف حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔

عصرِ حاضر میں شیخ احمد محمد شاکر المصری رحمہ اللہ حدیث کے مشہور عالم تھے جن کی خدمات علمائے حدیث سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والذي أراه أن بيان الضعف فی الحديث الضعيف واجب في كل حال، لأن ترك البيان يوهم المطلع عليه أنه حديث صحيح، خصوصًا إذا كان الناقل له من علماء الحديث الذين يرجع إلى قولهم في ذلك و أنه لا فرق بين الأحكام و بين الفضائل و نحوها في عدم الأخذ بالرواية الضعيفة بل لا

حجة لأحد إلا بما صح عن رسول الله ﷺ من حديث صحيح أو حسن ''
میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضعیف حدیث کا ضعف بیان کرنا ہر حال میں واجب ہے کیونکہ بیان نہ کرنے سے دوسرے آدمی کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے، خاص طور پر جب اس کا نقل کرنے والا علمائے حدیث میں سے ہو جن کے اقوال کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور یہ کہ ضعیف روایت لینے میں احکام اور فضائلِ اعمال وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ صحیح یا حسن حدیث کے علاوہ کسی کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ (شرح الفیۃ السیوطی ص ۸۴)

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ اعلان فرماتے ہیں کہ
''إننا ننصح إخواننا المسلمين في مشارق الأرض ومغاربها أن يدعوا العمل بالأحاديث الضعيفة مطلقًا و أن يوجهوا همتهم إلى العمل بما ثبت منها عن النبي ﷺ ففيها ما يغني عن الضعيفة و في ذلك منجاة من الوقوع فى الكذب على رسول الله ﷺ ''
ہم دنیا کے مشرق و مغرب میں رہنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ضعیف احادیث پر مطلقاً عمل چھوڑ دیں اور اپنی ہمتوں کا رُخ نبی ﷺ سے ثابت شدہ احادیث کی طرف موڑ دیں کیونکہ اس میں ضعیف روایات سے بے نیازی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ میں واقع ہونے سے نجات ہے۔ (مقدمہ صحیح الجامع ج ا ص ۵۶)

مزید تفصیل کے لئے ابوالیسر اشرف بن سعید المصری کی کتاب ''حكم العمل بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال'' وغیرہ جیسی کتبِ مفیدہ کا مطالعہ کریں۔

ہمارے شیخ حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:
''ضعیف روایت قابلِ احتجاج نہیں خواہ کسی صحیح یا حسن کے مقابلے میں ہو خواہ نہ ہو تفصیل کی اس وقت فرصت نہیں اگر آپ تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو صحیح جامع صغیر اور ضعیف جامع صغیر کے آغاز میں شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ کا مقدمہ ملاحظہ فرمالیں''

(احکام ومسائل جلد اول ص ۵۷۳ نوشتہ ۱۴۱۱/۸/۲۵ھ)

اہلِ حدیث اور غیر اہل حدیث کے عمل سے بھی ضعیف روایات کا حجت نہ ہونا ثابت ہے مثلاً ترکِ رفع یدین کی ضعیف روایات کو عام اہلِ حدیث علماء ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں اور اسی طرح حنفی علماء فاتحہ خلف الامام کی روایات کو ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ فاتحہ خلف الامام کی کئی روایات بلحاظِ سند ومتن صحیح وحسن ہیں۔

تنبیہ: بعض اوقات حدیث ضعیف ہوتی ہے لیکن مسئلہ صحیح ہوتا ہے۔ مسئلہ اس وجہ سے صحیح ہوتا ہے کہ اس کی تائید اجماع یا آثار سے ہوتی ہے۔

فی الحال اس کی تین مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

مثال اول: مال وغیرہ پر اگر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

اس کے بارے میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر تمھارے پاس بیس دینار ہوں اور اُن پر سال گزر جائے تو آدھا دینار (واجب) ہے۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۱۵۷۳، وسندہ ضعیف)

اس روایت میں ابواسحاق السبیعی مدلس ہیں لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ اس کے علاوہ اس مفہوم کی روایات دوسری ضعیف سندوں سے بھی مروی ہیں جنھیں جمع تفریق کر کے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص منہج کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ارواء الغلیل ۲۵۴/۳ ح ۷۸۷) حالانکہ تحقیق راجح میں یہ روایت ضعیف ہی ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**وأجمعوا علی أن المال إذا حال علیه الحول أن الزکاة تجب فیه**'' اور اس پر اجماع ہے کہ اگر مال پر ایک سال گزر جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ (الاجماع لابن المنذر ص ۱۳، فقرہ: ۱۰۳)

اجماع بذاتِ خود مستقل دلیل اور شرعی حجت ہے لہٰذا مسئلہ ثابت ہو گیا کہ جب تک ایک سال پورا نہ ہو جائے تو مال پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''**لا تجب في مال زکوة حتی یحول علیه الحول**'' جب تک ایک سال نہ گزر جائے

کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ (الموطأ للامام مالک ۱/۲۴۶ ح ۵۸۴ وسندہ صحیح)

اس مفہوم کی ایک روایت بیان کر کے امام بیہقی فرماتے ہیں: ''**هذا هو الصحيح موقوف**'' یہ موقوف صحیح ہے۔ (السنن الکبریٰ ۴/۱۰۴)

مثال دوم: اگر پاک پانی میں نجاست گر جائے اور اس کا رنگ، ذائقہ و بُو بدل جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

اس کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے کہ ''**إن الماء لا ينجسه شيئ إلا ماغلب علىٰ ريحه و طعمه و لو نه**'' بے شک پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی اِلا یہ کہ اس کی بُو، ذائقہ یا رنگ بدل جائے۔ (سنن ابن ماجہ: ۵۲۱ وسندہ ضعیف)

یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور اس پر اجماع ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، اگر اس میں نجاست گر جائے پھر پانی کا ذائقہ، رنگ یا بُو بدل جائے تو وہ اس حالت میں نجس ہو جاتا ہے۔'' (الاجماع ص ۴، فقرہ: ۱۱)

مثال سوم: جس شخص کو روزے کی حالت میں خود بخود قے (اُلٹی) آجائے تو اس پر روزے کی قضا نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر قضا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من ذرعه قيئ وهو صائم فليس عليه قضاء وإن استقاء فليقض))

جسے خود بخود قے آجائے اور وہ روزے سے ہو تو اُس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر (روزے کی) قضا ہے۔

(سنن ابی داود: ۲۳۸۰، سنن ابن ماجہ: ۱۶۷۶)

اس روایت کو امام بخاری نے ضعیف لیکن ترمذی (۷۲۰) ابن خزیمہ (۱۹۶۰، ۱۹۶۱) ابن حبان (الموارد: ۹۰۷) حاکم (۱/۴۲۶، ۴۲۷) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

ہماری تحقیق میں یہ روایت ضعیف ہے اور وجۂ ضعف صرف یہ ہے کہ اس میں ہشام

بن حسان مدلس ہیں۔ دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۳/۱۱۰، ص ۶۵) اور کسی سند میں سماع کی تصریح موجود نہیں ہے۔

لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
''جو شخص روزے کی حالت میں جان بوجھ کر قے (اُلٹی) کرے تو اس پر قضا ضروری ہے اور جسے خود بخود قے آجائے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔''

(موطأ امام مالک ج ۱ ص ۳۰۴ ح ۶۷۵ وسندہ صحیح)

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**من ذرعه القيء فلا قضاء عليه و من استقاء فعليه القضاء**'' (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۲۱۹ وسندہ حسن)

اس کا مفہوم وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

حافظ ابن المنذر نے اس مسئلے پر بھی سوائے حسن بصری کے ایک قول کے، اجماع نقل کیا ہے۔ (کتاب الاجماع ص ۱۵، فقرہ: ۱۲۵)

عرض ہے کہ اس اجماع کے خلاف حسن بصری کا قول اُن سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے بلکہ صحیح سند کے ساتھ تو یہ ثابت ہے کہ امام حسن بصری نے فرمایا: جب روزہ دار کو خود بخود قے آجائے تو روزہ نہ توڑے اور اگر جان بوجھ کر قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۸ ح ۹۱۹۰ وسندہ صحیح)

خلاصہ یہ کہ یہ تینوں مسئلے ضعیف روایتوں سے نہیں بلکہ اجماع اور صحیح آثارِ صحابہ ومَن بعدہم سے ثابت ہیں۔ والحمدللہ

بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''اہلحدیث کے نزدیک تو صحاح ستہ کی کل احادیث اپنے اپنے محل موقع پر قابل عمل ولائق تسلیم ہیں'' (دیکھئے فتاویٰ ستاریہ جلد دوم ص ۳۷)

یہ دعویٰ کئی لحاظ سے غلط ہے:

اولاً: صحاح ستہ سے مراد صحیح بخاری وصحیح مسلم اور سنن اربعہ (سنن ابی داود، سنن الترمذی، سنن النسائی اور سنن ابن ماجہ) ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام مسند متصل مرفوع

روایات تو یقیناً صحیح ہیں لیکن سنن اربعہ میں صحیح، حسن اور ضعیف ہر قسم کی روایات موجود ہیں جن میں سے بعض روایات کو خود صاحبِ کتاب نے بھی ضعیف و منکر وغیرہ قرار دے رکھا ہے۔ مثلاً:

① ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔ (سنن ابی داود:۱۹)

یہ روایت بیان کر کے امام ابوداود نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے۔

② ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کا مہمان بنے تو ان کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ (سنن الترمذی:۷۸۹)

یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے۔ الخ

③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کو (ان کے شوہر) ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کے پاس نئے مہر اور جدید نکاح کے ساتھ روانہ کیا۔ (مسند احمد ۲/۲۰۸ ح ۶۹۳۸)

یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام احمد نے فرمایا:

"**هذا حديث ضعيف**" یہ حدیث ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حوالہ اس لئے پیش کر دیا ہے کہ وہ اہلِ سنت کے مشہور امام تھے۔

ثانیاً: حاکم اور خطیب بغدادی نے سنن الترمذی کو "الجامع الصحیح" کہا تو اس کا رد کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "**وهذا تساهل منهما فإن فيه أحاديث كثيرة منكرة**" یہ ان دونوں کا تساہل ہے کیونکہ اس (سنن ترمذی) میں بہت سی منکر حدیثیں ہیں۔

(اختصار علوم الحدیث مع تعلیق الالبانی ج ۱ص ۱۱۶)

حافظ ابوطاہر السلفی نے کتبِ خمسہ کے بارے میں کہا: "مشرق و مغرب کے علماء کا ان کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔" اس کا رد کرتے ہوئے ابن الصلاح لکھتے ہیں:

اور یہ تساہل ہے کیونکہ ان میں ایسی روایتیں بھی ہیں جنھیں ان کتابوں کے مصنفین نے

ضعیف یا منکر وغیرہ قرار دیا ہے جو کہ ضعیف کی اقسام ہیں۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۲۰، النوع الثانی)
ثالثاً: سنن ترمذی کے شارح اور تحفۃ الاحوذی کے مصنف مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''**قلت: الأحادیث الضعاف موجودة في جامع الترمذي و قد بیّن الترمذي نفسه ضعفها و أبان علتها ....**'' إلخ
میں نے کہا: جامع ترمذی میں ضعیف حدیثیں موجود ہیں اور ترمذی نے خود ان کا ضعف (ضعیف ہونا) اور علتیں بیان کردی ہیں.... الخ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۳٦۷، آخر الفصل السادس)
رابعاً: غیر اہلِ حدیث جن ضعیف روایتوں سے استدلال کرتے ہیں مثلاً ترکِ رفع یدین وغیرہ، ان میں سے بعض روایتیں سنن اربعہ میں موجود ہیں اور اہلِ حدیث ان روایتوں پر جرح کر کے انھیں مردود قرار دیتے ہیں۔
خامساً: حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
'' سننِ اربعہ کی تمام روایات صحیح نہیں
جو حدیثیں بخاری و مسلم میں ہیں، وہ سب کی سب صحیح ہیں، مگر باقی صحاح ستہ یعنی (ترمذی، ابوداود، نسائی وغیرہ) میں بعض حدیثیں ''صحیح'' ہیں اور بعض ''حسن'' اور بعض ''ضعیف''، حدیث کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ رواۃ ثقہ ہوں اور سند میں اتصال ہو، نہ اس میں کوئی شذوذ ہو اور نہ علت ہو۔ بعض وقت ایک محدث حدیث کو ''صحیح'' یا ''حسن'' کہتا ہے، مگر حقیقت میں وہ حدیث ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ بعض محدثین اس معاملہ میں تساہل (سستی) کر جاتے ہیں۔ چنانچہ محدثین نے تتبع اور استقراء کے بعد یہ واضح کیا ہے کہ حاکم کی تصحیح (کسی حدیث کو ''صحیح'' کہنا) اور امام ترمذی کی تحسین (کسی حدیث کو ''حسن'' کہنے) پر مغرور نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس کی چھان بین ضروری ہے۔'' (دوامِ حدیث جلد اول ص ۴۷٦)
اگر کوئی کہے کہ محدثین نے یہ ضعیف روایات کیوں لکھی ہیں؟
اس سوال کا جواب حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی عبارت میں موجود ہے، آپ فرماتے ہیں:
''بعض وقت محدثین روایت کو صرف معرفت کے لئے ذکر کرتے ہیں، اس سے دلیل پکڑنا

مقصود نہیں ہوتا، خاص کر جب بیان کرنے کے بعد اس حدیث کے ضعف کی وضاحت کر دیں۔'' (دوام حدیث ج ۱ ص ۴۷۶)

ایک اور مقام پر سدی اور کلبی (دو کذابین) کی روایتوں کے بعض کتبِ حدیث و کتبِ تفسیر میں درج ہونے کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

''جب ان بیان کردہ راویوں کے کذب پر محدثین کا اجماع ہے، تو اس صورت میں ان کی روایات کو لکھنا، صرف معرفت کے لئے ہوگا، نہ استدلال کے لئے۔ جب ان کی روایتوں سے محدثین استدلال نہیں کرتے، تو ان کے ذریعہ شریعت میں مسائل کیسے داخل ہو سکتے ہیں؟'' (دوام حدیث ج ۱ ص ۵۲۶)

آخر میں عرض ہے کہ ہم اپنی خواہشات یا گروہ و فرقہ پرستی کی وجہ سے روایات پر صحیح یا ضعیف کا حکم نہیں لگاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو عالم ناظر سمجھتے ہوئے، اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کے علم کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے، جمہور محدثین کی تحقیق واصول کو تسلیم کرتے ہوئے اور آخرت کے محاسبے پر ایمان کے ساتھ حدیث پر صحیح وحسن یا ضعیف وغیرہ کا حکم لگاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دلیل کے ساتھ ہماری غلطی ثابت کر دے تو علانیہ رجوع کرتے ہیں۔ ہمارے منہج کی تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۳۴ ص ۲۔۴، ۳۵ ص ۲۔۴، ۳۸ ص ۲،۳

وما علینا إلا البلاغ (۴/ جولائی ۲۰۰۸ء)

اعلان

مکتبہ دارالسلام (لاہور/ الریاض) سے سنن ابی داود اور سنن ابن ماجہ کی تخریج وتحقیق چھپی ہے جسے راقم الحروف نے لکھا ہے۔ والحمدللہ

کمپوزنگ کی غلطیوں کی اصلاح اور بعض تحقیقات تبدیل ہونے کی وجہ سے ہم نے ان دونوں کتابوں کی نظرِ ثانی کی ہے اور اصلاحاتِ جدیدہ کو کمپوز بھی کرا لیا ہے۔ ان اصلاحات کی تفصیل اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ

حافظ زبیر علی زئی (۷/ اگست ۲۰۰۸ء)

ہمارے فیس بک پیجز لائک کریں:

www.facebook.com/DaeefHadiths

www.facebook.com/AhlulHadithWalAthar

www.facebook.com/MuhaddithZubair

www.facebook.com/SahihMadaniPhool